

نظام تعلیم میں یکسانیت کی ضرورت چند عملی تجویز

ہمارے ملک میں ایک مدت سے دو متوازی نظامہائے تعلیم راجئے ہیں۔ ایک قدیم دینی نظام تعلیم اور دوسرا جدید مروجہ نظام تعلیم۔ ہر دو نظامہائے تعلیم کی اپنے میدان میں لائق تحسین خدمات پیں لیکن ان میں سے کوئی ایک نظام یہی ایک آزاد، خود اختار، اسلامی، نظریاتی اور ترقی پسند ریاست کے تقاضی پورے کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتا۔ ثلث صدی کے تاریخی تجربے نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ کسی ملک میں دو متوازی نظام تعلیم بجاۓ خود ایک بہت بڑی خامی ہے اور جب ان میں سے پر ایک نظام اپنے اندر کچھ نہ کچھ خامیاں رکھتا ہو تو نئی نسل کے مستقبل کی طرف سے ہم پر یہ ذمہ داری عائد ہوئی ہے کہ ہر دو نظاموں کی خامیوں کی نشان دہی کر کے اقلایی اصلاحی اقدامات تجویز کیجئے جائیں تاکہ ملک و قوم کو بہتر مستقبل کی ضہانت فراہم کی جا سکے۔

دینی نظام تعلیم کی خامیاں

۱۔ بعض مدارس میں دینی تعلیم کے بجائے فرقہ وارانہ مناظرہ بازی کی تعلیم پر زیادہ توجہ دی جاتی ہے جو مسلمانوں میں فکری تشتت و افتراق کا باعث ہے جب کہ بیشتر اختلافات ضروریات زندگی کے پیدا کردہ ہیں۔

۲۔ چون کہ دینی مدارس کا مالیاتی نظام تصور دیانت پر مبنی ہے اس لیے کچھ نیم خواندہ مذہبی افراد نے مدرسہ سازی کو بطور کاروبار اختیار کیا ہوا ہے۔

۳۔ کسی عربی مدرسہ میں تفسیر قرآن، حدیث اور فقہ اسلامی کا تحقیقی مطالعہ شامل نصاب نہیں ہے۔

۴- تاریخ اسلام ، مقابل ادیان ، اسلام کا معاشی ، تمدنی ، سیاسی عدالتی ، ملکی اور بین الاقوامی نظام مدارس دینیہ میں شجر نمونوں کی حیثیت رکھتے ہیں ۔

۵- دینی مدارس کے فضلاء کا مستقبل مخدوش ہے ، اس لیے ذہین اور باصلاحیت طلبہ ان اداروں میں داخلہ نہیں لیتے ۔

۶- چونکہ اختیارات تمام تر مہم حضرات کی شخصیتوں میں مرتكز ہوتے ہیں اس لیے اساتذہ و طلبہ شدید عدم تحفظ کے احساس کا شکار رہتے ہیں ۔

۷- خیراتی اداروں میں نادار طلبہ کی کفالت اس انداز سے کی جاتی ہے کہ ان کی عزت نفس مapro ہوتی ہے اور ان میں شدید احساس کمتری پیدا ہو جاتا ہے ۔

جدید موجودہ نظام تعلیم کی خامیاں

۱- ہمارا نظام تعلیم مقصد سے عاری ہے اور ایک اسلامی ریاست کے ارفع و اعلیٰ مقاصد سے ہم آہنگ نہیں ہے ۔ بالخصوص سائنسی اور فنی تعلیم کے پس منظار میں ایک بھی انک فکری خلا ہے ۔

۲- اصلاحی اقدامات کے طور پر اسلامیات اور عربی کا اہتمام کیا گیا لیکن ان کا نصاب ملی ضرورتوں کے لیے ناکافی ہے اور تربیت یافته اساتذہ کم یاب ۔

۳- تعلیمی اداروں کے ماحول میں اسلامی شعائر سے لا پرواہی عام ہے ۔

۴- پرائمی درجے میں تعلیم کا انتظام انتہائی ناقص ہے ۔ اکثر اساتذہ غیر تربیت یافته ہیں ۔

۵- اساتذہ کے تعین میں ان کی سیرت و کردار اور ان کے افکار و نظریات کے بارے میں چندان چھان پھٹک نہیں کی جاتی ۔

اصلاح کی ضرورت

مذکورہ بالا تجزیہ سے یہ امر واضح ہوتا ہے کہ دونوں نظاموں میں ایسی خامیاں موجود ہیں کہ ایک نظریاتی ریاست کے تقاضوں کو

پورا کرنے سے قاصر ہیں۔ قوم جس نے اطمینانی اور نئے یقینی کی ہیجانی کیفیت سے گزر رہی ہے اس کے لیے بعہ گیر اصلاحی اقدامات کی ضرورت ہے۔ کسی بھی نظام کی اصلاح کا آغاز نظام تعلیم کی اصلاح سے کیا جاتا ہے۔ اس لیے نظام تعلیم کی اصلاح کے لیے حسب ذیل تجویز پیش کی جاتی ہیں۔

اصلاح کے لیے چند عملی تجویز

- ۱۔ نصاب تعلیم سے قدیم و جدید یا دینی و ذمیوی کی خود ساختہ تقسیم ختم کر کے ثانوی تعلیم تک نصاب میں یکسانیت پیدا کی جائے اور قرآن، حدیث، فقہ اور عربی زبان کے لیے زیادہ گنجائش پیدا کی جائے۔
- ۲۔ انٹر کے درجہ میں دیگر گروپس کی طرح اسلامک مسٹڈیز گروپ قائم کیا جائے اور اس سے فارغ ہونے والے طلبہ کو کلیئہ الشریعہ میں داخلہ دیا جائے۔
- ۳۔ کلیئہ "الشرعیہ" یا جامعہ اسلامیہ کے چھ سالہ کورس میں تمام علوم اسلامیہ کی جامع تعلیم دی جائے۔
- ۴۔ انٹر اور ڈگری کلاسز کی سطح پر بشمول پیشہ ورانہ کلاسز کے تمام طلبہ کے لیے اسلامیات اور عربی لازمی قرار دی جائے۔
- ۵۔ تعلیمی اداروں میں شعائر دین کی پابندی اور ماحول کی اصلاح کے لیے سربراہ ادارہ کے فرائض و اختیارات میں اضافہ کیا جائے۔
- ۶۔ اساتذہ کے انتخاب کے لیے سخت ترین معیار مقرر کیا جائے اور رسول سروز کے طریقے پر تمام اساتذہ کی تربیت کا اہتمام کیا جائے۔
- ۷۔ معلمی کے پیشے کو با وقار بنانے کے لیے سپیشل گرید سسٹم رائج کیا جائے۔
- ۸۔ خیراتی اداروں کی ضروریات کی کفالت زکواہ و عشر کے فنڈز سے کی جائے۔
- ۹۔ معاشرے کی اصلاح کے لیے ترغیب و تربیب کے اقدامات کو مزید مؤثر بنایا جائے۔